

احکام رمضان المبارک

و

عید الفطر

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد سعید ری مدظلہ

ناظم و متولی مظاہرہ (وقف) لوم سہا پور

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت مظاہرہ (وقف) لوم سہا پور

MAZAHIR ULOOM (WAQF)

Saharanpur-247001(U.P.) India

Website: www.mazahiruloom.org

Contact No. 9557424474

فضائلِ رمضان المبارک

رمضان المبارک کی آمد مسلمانوں کیلئے نوید جانفزا اور برکتوں اور رحمتوں کا ایک خزانہ ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو شیاطین مقید اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور جنت اور رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

اس مبارک مہینہ کی اہم ترین عبادت روزہ ہے، روزہ کی حقیقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانا پینا اور صحبت چھوڑ دینا ہے۔

جو شخص محض اللہ کے واسطے روزہ رکھتا ہے گذشتہ گناہ اس کے معاف کر دئے جاتے ہیں، اور روزہ دار کے منہ کی بوکی (قدر و قیمت) خداوند تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ محبوب ہے، اور روزہ دار کو اللہ تعالیٰ اپنے دستِ قدرت سے ثواب عطا فرمائیں گے، اور جنت میں روزہ رکھنے والے کے داخل ہونے کیلئے ایک خاص دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اور روزہ نہ رکھنے والے کیلئے یہ عذاب کیا کم ہے کہ اس کے مالک و خالق اللہ تعالیٰ اس کے اس فعلِ بد سے سخت ناراض و ناخوش ہوتے ہیں اور فرشتوں اور نیک بندوں کی محفلوں میں مذمت اور برائی سے اس کو یاد کیا جاتا ہے، اور جس جگہ رمضان کے دن میں روزہ نہ رکھنے والا کچھ کھاتا پیتا ہے، قیامت کے دن وہ جگہ گواہی دے گی کہ اس نے میری پیٹھ پر گناہ کیا تھا، اسلئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ روزہ رمضان کی قدر کریں اور اس سے غفلت کر کے اپنے لئے نقصان دینیوی اور خسرانِ اخروی کا سامان مہیا نہ کریں۔

روزہ کی فرضیت

روزہ کی فرضیت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے، اور اس کو بلا عذر ترک کرنے والا سخت گنہگار اور فاسق ہے۔

روزہ کی نیت

روزہ کیلئے زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے، صرف دل سے یہ ارادہ کر لینا کہ آج میرا روزہ ہے کافی ہے، اگر زبان سے بھی اردو میں یہ کہہ دے کہ کل روزہ رکھوں گا یا عربی میں بِصَوْمٍ غَدٍ نَوَيْتُ کہہ لے تو بہتر ہے، اگر بلا نیت کے کوئی شخص بھوکا پیاسا رہے اور صحبت بھی نہ کرے تو روزہ نہ ہوگا، روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے، رمضان کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے بہتر ہے اور اس کے بعد بھی دوپہر سے احتیاطاً ایک گھنٹہ پہلے تک کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ کچھ کھایا پیانا نہ ہو اور ہم بستری بھی نہ کی ہو۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

- (۱) بھول کر کھانا پینا اور صحبت کرنا۔
- (۲) مسواک کرنا۔
- (۳) خود بخود قے آنا۔
- (۴) خوشبو سونگھنا۔
- (۵) بلا قصد حلق میں گرد غبار، مکھی، چھچھر چلا جانا۔
- (۶) سر یا مونچھوں پر تیل لگانا۔
- (۷) احتلام ہونا۔
- (۸) آنکھ میں سرمہ یا دوا یا پانی ڈالنا۔
- (۹) تھوک اور بلغم نگلنا۔

- (۱۰) منہ بھر سے کم قصداً قے کرنا۔
 (۱۱) پان کی سرخی غرغہ کے بعد رہنا۔
 (۱۲) رات کے وقت صحبت کر کے صبح صادق سے قبل نہ نہانا۔
 (۱۳) انجکشن لگوانا۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

- (۱) ناک یا کان میں دو اڈالنا۔
 (۲) قصداً منہ بھر کے قے کرنا۔
 (۳) کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا جانا۔
 (۴) ناس لینا۔
 (۵) حقنہ کرنا، کنکر، پتھر، لوہا وغیرہ کھانا۔
 (۶) غلطی سے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا روزہ کھولنا۔
 (۷) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کھانا۔
 (۸) لوبان وغیرہ کی دھونی سو گھننا۔
 (۹) سگریٹ اور حقہ پینا، پان تمباکو کھانا۔
 (۱۰) جس تھوک میں غالب خون کی آمیزش ہو اس کو نگل جانا۔
 (۱۱) پاخانہ کی جگہ میں دو استعمال کرنا، پیشاب کی جگہ میں دو استعمال کرنے سے عورت کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مرد کا نہیں ٹوٹتا، دانتوں میں جو گوشت کا ریشہ یا چھالی وغیرہ کا ٹکڑا رہ گیا ہے اس کو منہ سے باہر نکال کر کھالیا تو روزہ ٹوٹ گیا، اور اگر اندر ہی اندر زبان سے نکال کر نگل گیا تو اگر چنے کے برابر یا اس سے زائد ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا، ورنہ نہیں، اگر قصداً روزہ توڑ دیا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے متواتر

روزے رکھے، بیچ میں ناغہ نہ ہو، ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے کرنے پڑیں گے، اور اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو صدقہ فطر کے برابر اناج یا اس کی قیمت دیدے۔

روزہ کے مکروہات

- (۱) بلا ضرورت کسی چیز کو چبانایا نمک وغیرہ کو چکھ کر تھوک دینا۔
- (۲) منجن یا کونٹے سے دانت صاف کرنا۔
- (۳) تمام دن حالت جنابت میں بغیر غسل کے رہنا۔
- (۴) فصد کرانا۔
- (۵) غیبت کرنا، یہ ہر حال میں حرام ہے، روزہ میں اسکا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔
- (۶) روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا یہ سب روزہ میں مکروہ ہیں، البتہ ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

وہ عذر جن کی وجہ سے رمضان کا روزہ نہ رکھنا جائز ہے

- (۱) بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو یا مرض بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بعد رمضان اس کی قضا لازم و ضروری ہے، اگر بیماری وغیرہ کی وجہ سے کسی بھی موسم میں موت تک اس کی ادائیگی پر قدرت نہ رکھے تو فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا اس کے ذمہ واجب ہے۔
- (۲) جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔
- (۳) جو عورت اپنے یا کسی کے بچے کو دودھ پلاتی ہے اگر روزہ سے بچہ کو دودھ نہیں ملتا، تکلیف پہنچتی ہے تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کرے۔
- (۴) مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کے سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو) کیلئے روزہ نہ رکھنے کی

اجازت ہے، لیکن اگر تکلیف و دقت نہ ہو تو افضل یہی ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے، اگر خود اپنے آپ کو یا اپنے ساتھیوں کو اس سے تکلیف ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے۔

(۵) بحالت روزہ سفر شروع کیا تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے، اگر کچھ کھانے پینے کے بعد سفر سے وطن واپس آ گیا تو باقی دن کھانے پینے سے احتراز کرے۔

(۶) کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس کیلئے توڑ دینا جائز ہے پھر قضا کر لے۔

(۷) کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان دیندار ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے اور پھر اس کی قضا لازم ہوگی۔

(۸) عورت کیلئے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے یعنی نفاس اس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں، ان ایام میں روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔

سحر و افطار

سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہو تب بھی دو ایک چھوڑے کھالے یا کم از کم پانی ہی پی لے، سحری دیر کر کے کھانا سنت ہے مگر اتنی دیر نہ کرے کہ وقت میں شک ہو جائے۔

آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد فوراً روزہ کھولنا مستحب ہے اور دیر کرنا مکروہ ہے، البتہ ابر کے دن افطار میں دیر اور سحری میں جلدی کرنی چاہئے، اور افطار کے وقت اگر ممکن ہو تو اس قدر کھاپی لے کہ شدت اشتہاء میں کمی ہو جائے اور نماز خشوع و خضوع سے پڑھی جائے، امام کو چاہئے کہ مغرب کی نماز میں بہت جلدی نہ کرے بلکہ مقتدیوں کی قدر سے رعایت مناسب ہے تاکہ سب لوگ اطمینان سے کلی وغیرہ سے فارغ ہو کر شریک جماعت ہو سکیں، چھوڑے یا کسی اور میٹھی چیز سے روزہ افطار کرنا بہتر ہے، ورنہ پانی یا کسی اور چیز سے افطار کرے، بعض عورتیں اور مرد نمک سے افطار کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔

افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُومْتُ وَعَلَىٰ رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

مسائل تراویح

رمضان شریف کی راتوں میں عشاء کے فرض نماز کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، تراویح میں ایک مرتبہ کلام اللہ پڑھنا یا سننا بھی سنت ہے، اور یہ دونوں جدا جدا سنتیں ہیں، اسلئے جو لوگ چند راتوں میں ایک کلام پاک سن کر تراویح چھوڑ دیتے ہیں ان کی ایک سنت تو ادا ہوگئی دوسری ادا نہیں ہوئی، کسی جگہ حافظ قرآن سنانے والا نہ ملے یا ملے مگر سنانے پر اجرت و معاوضہ طلب کرے تو اَلَمْ تَرَ كَيْفَ سَعَىٰ تَرَ كَيْفَ سَعَىٰ سے تراویح ادا کر لیں، اجرت دے کر قرآن نہ سنیں، کیونکہ قرآن سنانے پر اجرت لینا اور دینا حرام ہے۔

تراویح فرض عشاء سے قبل درست نہیں ہے، اسلئے جو شخص مسجد میں بعد جماعت نماز فرض آئے اس کو فرض پڑھ کر تراویح میں شریک ہونا چاہئے اور جس قدر تراویح ہو چکی ہوں ان کو بعد میں یا جلسہ استراحت میں ادا کرے، البتہ وتر تراویح کے بعد اور قبل دونوں طرح جائز ہے، اسلئے جس شخص کے ذمہ کچھ تراویح باقی ہیں اس نے وتر امام کے ساتھ پڑھ کر تراویح بعد میں ادا کیں تو کوئی حرج نہیں، تراویح میں قرآن کو اس قدر جلدی پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں بڑا گناہ ہے، اس صورت میں نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدی کو۔ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔ جتنی دیر میں چار رکعت تراویح پڑھی جائیں اتنی ہی دیر ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مستحب ہے، خواہ دعا اور درود پڑھے یا خاموش رہے، ہاں اگر نمازیوں کی گرانی اور جماعت کی کمی کا اندیشہ ہو تو اس سے بھی کم بیٹھنا درست ہے، لیکن مقتدیوں کی جلدی اور گرانی کے باعث تسبیحات، رکوع و سجود، سبحانک اللہم اور درود چھوڑنا بالکل درست نہیں، البتہ دعاؤں کے چھوڑنے میں بشرطیکہ مقتدیوں کو جلدی ہو چنداں مضائقہ نہیں، اور ختم قرآن شریف کے دن زائر روشنی کرنا اور جھنڈیاں وغیرہ لگانا یہ سب اسراف اور ناجائز امور ہیں، اور شیرینی تقسیم کرنے کیلئے جبراً چندہ لینا اور تقسیم کے وقت مسجد میں شور و شغب کرنا اور تقسیم کو ضروری اور لازمی سمجھنا اور تقسیم نہ کرنیوالوں پر لعن و طعن کرنا یہ سب امور شرعاً ناجائز ہیں۔

تراویح میں قرآن شریف پڑھنے کے مسائل

قرأت میں کسی کلمہ کی زیادتی و کمی سے اگر معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، جیسے فَمَا لَهُمْ لَیْوَمِنُومٍ میں لاکو چھوڑ دیا، اگر معنی نہ بدلیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی، جن حروف میں امتیاز مشکل سے ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کے بجائے پڑھے جائیں تو فاسد نہیں ہوتی جیسے سین، صاد، ضاد، ظا، زال وغیرہ اور جن میں امتیاز سہل ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں اور معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے اگر صالحات کی جگہ طالحات پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور تبدیل الفاظ میں اگر معنی بالکل بدل جائیں تو نماز میں فساد یقینی ہے۔ ورنہ نہیں، جیسے علیم کی جگہ خیبر و حفیظ وغیرہ پڑھا گیا تو نماز درست ہے اور وَعَدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاَعْلَيْنُ کی جگہ غَا فِ لَیْنُ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور دو جملوں کے تبدیل الفاظ میں اگر معنی بھی بدل جائیں تو نماز فاسد ہے، اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِی نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِی جَحِیْمٍ میں جحیم کی جگہ نعیم اور نعیم کی جگہ جحیم پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اگر معنی نہ بدلیں جیسے لَہُمْ فِیہَا زَفِیْرٌ وَّ شَہِیْقٌ میں شہیق و زفیر پڑھا تو نماز درست ہے۔

اعتکاف

رمضان شریف کے آخر دس دن کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے اگر محلہ میں سے ایک آدمی بھی معتکف ہو جائیگا تو تمام لوگ بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب کے سب تارک سنت و گنہگار ہوں گے، مرد کے (اعتکاف کیلئے) مسجد جماعت ہونا ضروری ہے اور عورت اپنے گھر میں ایک خاص جگہ مقرر کر کے اعتکاف کرے اور نیت کا ہونا اور حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے اگر درمیان میں حیض آجائے یا بچہ پیدا ہو جائے تو اعتکاف چھوڑ دے، اعتکاف میں صحبت کرنا، بوسہ لینا، پلٹنا وغیرہ بھی درست نہیں۔ مرد کو مسجد سے اور عورت کو اعتکاف کی جگہ سے

بلا ضرورت نکلنا درست نہیں، بلا ضرورت اعتکاف کی جگہ سے نکلنا مفسد اعتکاف ہے، یعنی جن دنوں میں اعتکاف ہو چکا ہے وہ درست رہا، باقی دنوں کا نہیں، ہاں ضرورت طبعی و شرعی (جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ اور نماز) کی وجہ سے باہر نکلنا درست ہے، جمعہ کی نماز کے لئے اتنا پہلے جائے کہ وہاں جا کر تحیۃ المسجد اور جمعہ کی سنت پڑھ لے اور بعد کی سنتیں بھی وہاں ٹھہر کر پڑھنا جائز ہے، بھول کر یا جان کر جماع وغیرہ کرنا مفسد اعتکاف ہے اس میں نسیان معتبر نہیں، حالت اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے البتہ فضول باتیں نہ کرے بلکہ تلاوت کلام اللہ یا کسی اور عبادت میں مشغول رہے۔

احکام عید الفطر

(۱) عید الفطر کے روز دو رکعت نماز بطور شکر یہ پڑھنا واجب ہے۔

(۲) عید کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد سے زوال آفتاب تک ہے۔

(۳) عید الفطر کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے نیت کرے کہ میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر مع چھ تکبیروں کے پڑھتا ہوں، اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللہم پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور بعد ہر تکبیر کے ہاتھ چھوڑ دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ سکیں، اگر زیادہ مجمع کی وجہ سے اس سے کچھ زیادہ توقف ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ چھوڑے بلکہ ہاتھ باندھ لے، اس کے بعد امام اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے اور مقتدی حسب دستور خاموش رہیں، سورت کے بعد رکوع وجود کر کے امام کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے، لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ چھوڑے رکھے، اور پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

(۴) عید کا خطبہ سننا واجب ہے۔

(۵) اگر عید کی نماز سب پڑھ چکے ہوں تو تنہا ایک آدمی نہیں پڑھ سکتا۔

(۶) اگر کسی کی ایک رکعت نماز چلی جائے تو وہ جب اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت پڑھے اور اس کے بعد تکبیریں کہے۔

(۷) اگر کوئی شخص نماز عید میں ایسے وقت شریک ہو کہ امام حالتِ قیام میں تھا اور تکبیروں سے فارغ ہو چکا تھا تو فوراً نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے۔ اگر رکوع میں اس نے امام کو پایا تو اگر غالب گمان یہ ہو کہ تکبیروں کی ادائیگی کے بعد رکوع مل جائیگا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے، ورنہ بحالت رکوع بجائے تسبیح کے تکبیریں ہاتھ اٹھائے بغیر کہے اور اگر ابھی تکبیروں سے فراغت نہیں ہوئی تھی کہ امام نے سر اٹھالیا تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جو تکبیریں رہ گئیں وہ معاف ہیں۔

مسنونات عید الفطر

(۱) شرع کے مطابق آرائش کرنا۔

(۲) مسواک کرنا۔

(۳) غسل کرنا۔

(۴) حسب استطاعت عمدہ اور جائز کپڑے پہننا۔

(۵) خوشبو لگانا۔

(۶) صبح سویرے اٹھنا۔

(۷) عید گاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز مثل چھوڑے وغیرہ کے کھانا اگر کوئی عذر نہ

ہو تو عید گاہ میں نماز پڑھنا

(۹) ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

(۱۰) پیادہ پا جانا (۱۱) راستہ میں آہستہ آہستہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد کہتے ہوئے جانا۔

صدقہ فطر

جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ ضروری سامان کے علاوہ اس مقدار کو پہنچ جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس پر صدقہ فطر واجب ہے اگرچہ سال پورا نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، عید الفطر کے دن صدقہ فطر کے وجوب کیلئے مال مذکور کا ہونا کافی ہے، سال گذرنا شرط نہیں، زکوٰۃ اور صدقہ فطر میں یہی فرق ہے، صدقہ فطر مرد پر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے اور اگر اولاد مالدار ہو تو اس کے مال سے ادا کرے باپ کے مال میں واجب نہیں، صدقہ فطر عید کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے۔ اس لئے جو بچہ اس کے بعد پیدا ہوا اور جو شخص اس کے قبل مر جائے ان دونوں پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار ایک کلوچھ سوا کسٹھ گرام (۶۶۱-۱) گیہوں یا اس کا آٹا ہے، مگر احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ زائد دیا جائے، اگر جو یا اس کا آٹا دیوے تو اس سے دو چند دیوے، اور اگر گیہوں، جو کے علاوہ اور کوئی غلہ دے تو اس میں قیمت کا اعتبار ہے، وہ غلہ اتنا ہو کہ قیمت کے لحاظ سے گیہوں اور جو کی مقدار واجب کے برابر ہو جائے اور اگر گیہوں جو کی قیمت لگا کر دی جائے تو اور بھی بہتر ہے، صدقہ فطر اگر عید کے دن ادا نہ کر سکے تو ساقط نہیں ہوتا بعد میں ادا کرنا ضروری ہے۔

صدقہ فطر کے مصارف

صدقہ فطر ان ہی لوگوں کو دینا چاہئے جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں اور اپنے ماں باپ، دادا، دادی، پردادا، نانا، نانی، پر نانا وغیرہ یعنی جن لوگوں سے پیدا ہوا ہے اور اسی طرح اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور جو اس کی اولاد میں داخل ہیں ان سب کو صدقہ فطر دینا درست نہیں ان کے علاوہ چچا، تایا، بھائی، بہن، بھتیجی، بھتیجی، بھانجے، بھانجی، پھوپھا، پھوپھی، خالہ، خالو، غریبا اور مساکین سب کو دینا درست ہے، خواہ ایک ہی فقیر کو دیدے یا کئی کو تقسیم کر دے دونوں جائز ہے۔

زکوٰۃ

اکثر لوگ چونکہ رمضان شریف میں زکوٰۃ نکالتے ہیں، اس لئے بعض ضروری مسائل زکوٰۃ کے بھی بیان کئے جاتے ہیں، زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک رکن ہے لیکن اکثر مسلمان اس میں کوتاہی کرتے ہیں یا تو بالکل زکوٰۃ ادا نہیں کرتے یا بہت کم ادا کرتے ہیں، حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ نکالتا ہو تو قیامت کے روز آگ کی تختیوں کو دوزخ میں خوب گرم کر کے اس شخص کے دونوں پہلوؤں، پیشانی اور پیٹھ پر داغ دیا جائیگا اور فرمایا کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے روز اس کا مال ایک بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا، وہ اس کے دونوں جہڑوں کو نوچے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں، خدا کی پناہ تھوڑی سی کنجوسی کی بدولت کتنا بڑا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

چاندی سونے کا نصاب

مال کی وہ خاص خاص مقداریں جن پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے مثلاً چاندی کا نصاب دو سو (۲۰۰) درہم ہے جس کے ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام) ہوتے ہیں اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جس کے ساڑھے سات تولہ (۸۷ گرام ۹۷ ملی گرام) ہوتے ہیں۔ اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جتنا روپیہ یا مال ہو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرنا واجب ہے مثلاً سو روپیوں میں سے ڈھائی روپیہ نکال لے اور پورا نصاب تمام سال رہنا ضروری نہیں بلکہ سال کے اول و آخر میں نصاب کا باقی رہنا شرط ہے، اگر بیچ میں کم ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہاں اگر بیچ میں بالکل مال باقی نہ رہے اور پھر اخیر سال میں مال بقدر نصاب آجائے تو پھر جب سے دوبارہ حاصل ہوا ہے اس وقت سے سال کا حساب کیا جائے گا، سونے چاندی کے زیور، برتن، سچا گوٹھ، ٹھپہ (اصلی زرعی سونے چاندی کے بٹن) سب پر زکوٰۃ واجب ہے، سوداگری کے مال کی قیمت اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے مال نکالتے وقت یا فقیر کو دیتے وقت نیت کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ

کارخانے اور مل وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ فرض نہیں، لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اسی طرح جو خام مال کارخانہ میں سامان تیار کرنے کیلئے رکھا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے (درمختاروشامی)

مسئلہ

زکوٰۃ ادا ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ جو رقم کسی مستحق زکوٰۃ کو دی جائے وہ اس کی کسی خدمت کے معاوضہ میں نہ ہو۔

مسئلہ

ادا یگی زکوٰۃ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق زکوٰۃ کو مالکانہ طور پر دیدی جائے جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو، اس کے مالکانہ قبضہ کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ

کسی کے پاس کچھ روپیہ، کچھ سونا یا چاندی اور کچھ مال تجارت ہے لیکن علیحدہ علیحدہ بقدر نصاب ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے تو سب کو ملا کر دیکھیں اگر اس مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر اس سے کم رہے تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ

ملوں اور کمپنیوں کے شیئرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ شیئرز کی قیمت بقدر نصاب ہو یا اس کے علاوہ دیگر مال ملکر شیئر ہولڈر مالک نصاب بن جاتا ہو۔ البتہ کمپنیوں کے شیئرز کی قیمت میں چونکہ مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ کی لاگت بھی شامل ہوتی ہے جو درحقیقت زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے، اسلئے اگر کوئی شخص کمپنی سے دریافت کر کے جس قدر رقم اس کی مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ میں لگی ہوئی ہے اس کو اپنے حصے کے مطابق شیئرز کی قیمت میں سے کم کر کے باقی

کی زکوٰۃ دے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ سال کے ختم پر جب زکوٰۃ دینے لگے اس وقت جو شیئرز کی قیمت ہوگی وہی لگے گی۔ (درمختار و شامی)

مسئلہ

پرائیویٹ فنڈ جو ابھی وصول نہیں ہوا اس پر زکوٰۃ فرض نہیں البتہ جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا اس وقت اس روپیہ پر زکوٰۃ فرض ہوگی بشرطیکہ وہ رقم بقدر نصاب ہو یا دیگر مال کے ساتھ ملکر بقدر نصاب ہو جاتی ہو۔ (امداد الفتاویٰ ص: ۲۴۸ ج ۲)

مسئلہ

صاحب نصاب اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے تو یہ بھی جائز ہے البتہ اگر بعد میں سال پورا ہونے کے اندر مال بڑھ گیا تو اس بڑھے ہوئے مال کی زکوٰۃ علیحدہ دینا ہوگی۔ (درمختار و شامی)

جس قدر مال ہے اسکا چالیسواں حصہ دینا فرض ہے یعنی ڈھائی فی صد مال دیا جائیگا سونے چاندی اور مال تجارت کی ذات پر زکوٰۃ فرض ہے اس کو دے اور اگر اس کی قیمت دے تو یہ بھی جائز ہے مگر قیمت خرید نہ لگے گی، زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت جو قیمت ہوگی اس کا دینا ہوگا۔ (درمختار ج ۲)

مصارف زکوٰۃ

جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی قیمت کا سوداگری کا مال ہو اس کو شریعت میں غنی اور مالدار کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا اور اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا جائز نہیں اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے، اپنی زکوٰۃ اپنے ماں باپ، دادا، دادی، پردادا، نانا، نانی، پرانا وغیرہ یعنی جن سے پیدا ہوا ہے اور اپنی اولاد یعنی پوتے، پرپوتے، نواسے وغیرہ کو دینا جائز نہیں ان رشتہ داروں کے علاوہ بہن، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس اور خسر وغیرہ اور ان کی اولاد کو دینا جائز ہے، سید اور ہاشمیوں کو

زکوٰۃ دینا ناجائز ہے اور کسی کی تنخواہ مسجد کی ضروریات اور میت کے کفن میں بھی لگانا جائز نہیں، اور ایسے ہی کافر کو بھی دینا جائز نہیں، زکوٰۃ کی تقسیم میں اختیار ہے کہ ایک ہی شخص کو اپنی سب زکوٰۃ دیدے یا چند شخصوں کو دیدے مگر افضل یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دے کہ ایک دن کیلئے کافی ہو جائے اور ایک فقیر کو نصاب کی مقدار مال دینا مکروہ ہے مگر یہ کہ وہ قرضدار ہو تو پھر مکروہ نہیں۔



دعاء تراویح

سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ

سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ

وَالْجَبْرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

اللَّهُمَّ اجِرْنَا مِنَ النَّارِ

يَا مُجِيرُ يَا مُجِيرُ يَا مُجِيرُ

ضروری گزارش

مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں اسکے فضلاء و فارغین، دینی، تعلیمی اور دعوتی خدمات میں مصروف ہیں۔

مختلف تعلیمی و تعمیری امور اور اساتذہ و ملازمین کے مشاہرہ جات وغیرہ کے باعث گرانی کے اس دور میں اس کے سالانہ مصارف ۸ لاکھ روڑ روپے ہیں۔

مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے اور نہ ہی حکومت سے کوئی مدد ملی جاتی ہے، بفضلِ الہی اس کے جملہ اخراجات حضرات اہل خیر کے تعاون ہی سے پورے ہوتے ہیں۔

رمضان شریف میں ہر امر خیر کا اجرا عافاً مضاعفہ ہوتا ہے، حدیث شریف میں ہے جو شخص رمضان شریف میں نیک کام (نفل) کرتا ہے وہ ثواب اور اجر کے لحاظ سے اس شخص کے برابر ہے جو دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرتا ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جو دوسرے وقت میں ستر فرض ادا کرے۔ اس لئے اس وقت خصوصیت سے اس کی امداد کی طرف توجہ مبذول فرما کر اجر عظیم حاصل فرمائیں۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

(مولانا) محمد سعیدی (مدظلہ العالی)

ناظم و متولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

Bank Accounts

MAZHAR ULOOM (WAQF) SAHARANPUR

UBI A/C 4093010100,23072 **IFSC CODE** UBIN0540935

HDFC A/C 50200040969086 **IFSC CODE** HDFC0002067

ICICI BANK A/C 019101001261 **IFSC CODE** ICIC0000191